OPEN ACCESS
RUSHD
(Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies)
Published by: *Lahore Insititute for Social Sciences, Lahore.*

ISSN (Print): 2411-9482
ISSN (Online): 2414-3138
July-Dece-2023
Vol: 4, Issue: 2
Email: journalrushd@gmail.com
OJS: https://rushdjournal.com/index

Syed Ashfaq Ahmad[1]

Hafiz Muhammad Waseem Yaseen[2]

Syed Muhammad Najam-Ul-Qosain[3]

بعثت نبوی ﷺ سے قبل عرب معاشرے میں یہودیت کے مذہبی وسماجی اوراقتصادی اثرات کاعہد حاضر سے تقابل

A comparison of the religious, social and economic effects of judaism in the Arab society before the coming of the Prophet ﷺ with the present era.

Abstract

After the death of Hazrat Musa(peace be upon him) some jews from Syria came and settled in Mdina and its surrounding.Among them Banu Nazir,Banu Quraiza and Banu Qainaqa are worth mentioning.The local people here also accepted their their religious influence and joined jidaism.the jewd had established educational schools in Madinah.they called them Bait al Madaris,torah wad taufht in these madrsas.because the Ansar were not full of knowledge,they

1 PhD Scholar of Islamic studies NCBA&E Sub Campus Multan

Email: engrashfaqahmad3451@gmail.com

2 PhD Scholar of Islamic studies NCBA&E Sub Campus Multan

Email: waseemm35@gmail.com

3 PhD Scholar of Islamic studies NCBA&E Sub Campus Multan

accepted the religious influence of the jews.Based on the gospels of their books,the jews belived that the last prophet would come and they used to express this in various gatherings.And according to his assumption that he wil be from among the Bani Israel and then we will rule over the whole,he used to frighten the people by saying these things.And while trying to prove their religious influence had spread so much that they believed that a person whose children would not survive,i.e.died at the age of innocence,would make a vow for the children that if they it they were born if the child is still alive,he will be made a jew. They specialized in fishing, animal husbandry and agriculture, had large orchards, gave loans on usurious transactions, and had dyeing and armaments factories. The way in which they tried to convince their religious supremacy and obtained these resources by making cunning moves for economic development, keeping this picture of this period in front of them, if their affairs are analyzed in today's modern times, then in this Not even the slightest change has occurred.

Keywords: jews, Banu Nazir, Banu Quraiza, Banu Qainaqa, religious, Madinah, religious

تمہید:

یہودیت کا سلسلہ نسب حضرت ابرہیم علیہ السلام سے جاملتا ہے، یہ ایک قدیم مذہب ہے جو اپنے مخصوص مذہبی مزاج کے ساتھ زمانے کے اتار چڑھاؤ اور مختلف ادوار میں جڑ سے اکھاڑ پھینکے جانے کے باوجود اپنے وجود کو حیران کن طور پر قائم رکھے ہوئے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے ان کے سب سے بڑے بیٹے کا نام یہودا تھا۔ یہودا کے خاندان نے بہت وسعت پائی اوران کی نسل کے لیے لفظ یہودی استعمال ہونے لگا گزرتے زمانہ کے ساتھ بنی اسرائیل اور یہودی کے الفاظ انہی کی نسل کے لیے استعمال ہونے لگے۔ اس مذہب کی کوئی خاص اور معین تعریف کرنا محال ہے، حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو مصر میں بلوالیاان کی غیر موجودگی میں فلسطین پر

عمالقہ قابض ہو گئے حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات مبارکہ کے بعد مصر کا اقتدار قبطیوں کے ہاتھ آ گیا اور انہوں نے بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنالیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرعون مصر سے نجات دلائی۔ ان میں کثرت سے انبیا مبعوث ہوئے لیکن اپنی فطری افتاد طباع کے باعث انبیا کی نافرمانیوں اور شرارتوں میں ملوث رہے مال واقتدار کی ہوس ان کی سرشت میں شامل ہے ہزاروں سالوں سے دنیا کے مختلف ممالک اور قوموں میں رہنے کے باوجود ان کی فکر و نظر نہیں بدلی۔ ہزاروں سال گزرنے کے باوجود آج بھی ان کی سوچ و فکر، اعمال واطوار اور کینہ وبغاوت میں سرمو بھی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

یہودیت:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے تھے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ایک کا نام عیسو اور دوسرے بیٹے کا نام یعقوب علیہ السلام تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل تھا قرآن کریم نے ان کی اولاد کو بنی اسرائیل کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ متعدد قرآنی آیات میں انہیں بنی اسرائیل کے نام سے پکارا گیا ہے اوران کے عادات واطوار کو بیان کیا گیا ہے جیسا کہ سورۃ بقرۃ میں بیان کیا گیا ہے کہ

﴿وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْـنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ﴾"[1]

”اور ہم جب نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ سوائے اللہ کے کسی کی عبادت نہ کرنا۔ ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا، قرابت داروں سے اور یتیموں اور محتاجوں سے اور سب لوگوں سے نیکی کی بات کہنا اور نماز قائم رکھنا اور زکوۃ دیتے رہنا پھر چند ایک کے سوا تم سب پھر گئے اور تم ہو ہی پھر جانے والے (حق سے)۔“

کتاب تورات میں سب سے پہلے ان سے وعدہ لیا گیا تھا کہ بنی اسرائیل صرف اللہ کی عبادت کریں گے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اللہ کی عبادت کے معنی یہ ہیں کہ حقوق اللہ کی بجاآوری اور اللہ تعالیٰ کے

1۔ القرآن، 83:2

Al-quran, 2: 83

جملہ تمام احکام کی اطاعت ہے۔ قرآن کریم میں یہی بتایا جارہا ہے کہ یہ عہد بنی اسرائیل یا اولاد یعقوب علیہ السلام سے لیا گیا تھا۔ جیسا کہ سورۃ توبہ میں بیان کیا گیا ہے کہ

"﴿وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾"[1]

"پھر یہودی یہ کہتے ہیں کہ عزیر تو اللہ کے بیٹے ہیں، اور نصرانی یہ کہتے ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں، یہ سب باتیں ان کی منہ کی بنائی ہوئی ہیں۔ جو ان سے پہلے کافر ہو چکے یہ ان لوگوں کی سی باتیں کر رہے ہیں۔ اللہ کی مار ہو ان پر یہ کہاں الٹے بہکے جا رہے ہیں؟"

یہود و نصاریٰ ان کافروں کی طرح اللہ تعالیٰ کی اولاد مانتے جس طرح سے ان سے قبل اہل یونان بھی اللہ تعالی کیلئے اولاد مانتے تھے، معاذ اللہ اہل یونان اللہ کی بہت سی اولاد اور بیویاں مانتے تھے۔ بنی اسرائیل نے کبھی بھی اپنے عہد کا پاس نہیں رکھا سوائے چند ایک کے، یہودیوں نے احکامات ربانی کو پس پشت ڈال کر اپنے مذہب کی بنیاد اسی فکر و نظر پر رکھی ہے کہ جو کردار اور فکر انسانی کی تعمیر میں خلل ڈالتی ہے۔ انہوں نے ہمیشہ مذہبی عقائد و احکامات میں قطع و برید کی، احکامات ربانی اور انبیاء کی تعلیمات کو ان کے علماء و احبار نے بدل ڈالا جیسا کہ سورۃ آل عمران میں بیان کیا گیا ہے کہ

﴿مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾[2]

"ابراہیم نہ یہودی تھے، نہ عیسائی، بلکہ وہ تو خالص مسلمان تھے، اور کبھی شرک کرنے والوں میں شامل نہیں ہوئے۔"

مندرجہ بالا آیات قرآنی سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ بنی اسرائیل نے آسمانی کتابوں اور انبیاء کے احکامات سے روگردانی کی اور ہمیشہ سرکشی پر ڈٹے رہے اور مال و دولت کی ہوس میں گرفتار رہے، دنیا پر حکمرانی کے لیے تانے

---

[1] ۔ القرآن، 30:9

Al-quran, 9: 30

[2] ۔ القرآن، 67:3

Al-quran, 3: 67

بانے ہمیشہ بنتے رہے۔ اپنی افتاد طباع کے باعث فرقہ وارانہ سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے اور اتحاد کی ہر کوشش کو سبوتاژ کرتے رہے۔

یہود کی حجاز میں آمد:

جالوت کیونکہ کنعانیوں میں سے تھا اور بنی اسرائیل کو کنعانیوں کے سوا کسی پر چڑھائی کرنے کی اجازت نہ تھی انہی کے ممالک پر انہوں نے قبضہ کیا دوسرے شہروں کی جانب پیشقدمی کی اجازت نہیں تھی اور یہی سبب ان کے حجاز میں داخل ہونے کا بنا۔ جیسا کہ تاریخ ابن خلدون میں بیان کیا گیا ہے کہ

> "کتب اخبار ئین میں تحریر ہے کہ بنی اسرائیل نے ملک شام پر قبضہ کرنے کے بعد چند لوگوں کو حجاز پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ ان دنوں وہاں عمالقہ کا ایک گروہ رہتا تھا جو جاسم کے نام سے مشہور تھا اور ان کے بادشاہ کا نام ارم بن ارقم تھا۔ بنی اسرائیل نے اس کو اور اس کی قوم کو زیر کیا اور بعد فتحیابی کے شام کی طرف واپس ہوئے۔ لیکن شام کے بنی اسرائیل نے اس فاتح گروہ کو شام میں داخل نہ ہونے دیا اور مجبور کر کے حجاز اور یثرب (مدینہ) کے بلاد کی طرف جنہیں انہوں نے فتح کیا تھا لوٹا دیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے شام سے واپس ہو کر فتح کی تکمیل کی اور وہیں قیام پزیر ہو گئے انہیں کی پچھلی نسلوں سے یہود خیبر و قریظہ و نضیر ہیں۔"[1]

لیکن درحقیقت جو بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ جس وقت میں رومیوں نے 70 عیسوی میں فلسطین میں رہنے والے یہودیوں کا قتل عام کیا اور پھر 132 عیسوی میں یہودیوں کو اس سرزمین سے بالکل بے دخل کر دیا تھا اس زمانہ میں بہت سے اسرئیلی قبائل فلسطین سے بھاگ کر حجاز میں آ کر پناہ گزین ہوئے، جلالین فی شرح جمالین کے مصنف بیان کرتے ہیں کہ:

> "یہودی قبائل بھاگ کر حجاز میں پناہ گزیں ہو گئے یہاں آ کر انہوں نے جہاں جہاں چشمے اور سرسبز

---

[1] ۔ ابن خلدونؒ، علامہ عبدالرحمان(م808ھ)، تاریخ ابن خلدون، مترجم: احمدحسین، حکیم الہ آبادی، (کراچی: نفیس اکیڈمی، اردوبازار، 2003ء)، 1:140

Ibn Khaldun, Allama Abdul Rahman (d. 808 AH), Tareekh Ibn Khaldun, Translator: Ahmed Hussain, Hakeem Alahi Abadi, (Karachi: Nafees Academy, Urdu Bazar, 2003), 140:1

مقامات دیکھے وہاں آباد ہوگئے اور پھر رفتہ رفتہ اپنے جوڑ توڑ اور سازشی فطرت کے ذریعہ ان مقامات پر پورا قبضہ جمالیا، ایلہ، مقنا، تبوک، تیما، اور وادی القریٰ، اور خیبر پر ان کا تسلط اسی دور میں قائم ہوا، اور بنی قریظہ، بنی نضیر اور بنی قینقاع بھی اسی دور میں آکر یثرب میں قابض ہوگئے، یہ لوگ جب مدینہ میں آکر آباد ہوئے تو اس وقت میں دوسرے عرب قبائل بھی آباد تھے جن کو انہوں نے دبالیا اور عملاً اس علاقہ کے مالک بن بیٹھے۔"[1]

یہ یہودی جب مدینے میں آباد ہوئے اس زمانے میں کچھ عرب قبائل بھی یہاں آباد تھے۔یہودیوں نے اس سر سبز علاقے پر اپنا قبضہ جمالیا تھا ابتداء میں انہوں نے اتنا تسلط قائم کر لیا تھا کہ ابتدا میں اوس اور خزرج دب گئے اور یہ دونوں قبائل بنجر زمینوں پر جابسے جہاں انہوں نے تنگی ترسی میں وقت گزارا اور یہودیوں کے غلبہ سے نکلنے کی تگ ودو کرنے لگے۔ آخر کار اوس اور خزرج کے سرداروں میں سے ایک سردار نے شام کے غسانی قبائل سے مدد طلب کی اس زمانہ کے حالات کو تفہیم القرآن میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ

"ایک شخص اپنے غسانی بھائیوں سے مدد مانگنے کے لیے شام گیا اور وہاں سے ایک لشکر لا کر اس نے یہودیوں کا زور توڑ دیا۔ اس طرح اوس و خزرج کو یثرب پر پورا غلبہ حاصل ہو گیا۔یہودیوں کے دو بڑے قبیلے بنی نضیر اور بنی قریظہ شہر کے باہر جا کر بسنے پر مجبور ہوگئے۔ تیسرے قبیلے بنی قینقاع کی چونکہ ان دونوں یہودی قبیلوں سے اَن بَن تھی اس لیے وہ شہر کے اندر ہی مقیم رہا مگر یہاں رہنے کے لیے انہیں قبیلہ خزرج کی پناہ لینی پڑی۔ اس کے مقابلے میں بنی نضیر اور بنی قریظہ نے قبیلہ اوس کی پناہ لی تاکہ اطراف یثرب میں امن کے ساتھ رہ سکیں"[2]

اگرچہ یہود یثرب کا اقتدار تو مکمل طور پر حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوسکے لیکن کثرت اولاد ومال کی وجہ

---

[1] ۔ السیوطي، عبدالرحمان بن ابي بكر جلال الدين (591ھ)، جلالين في شرح جمالين، شارح محمد جمال، مولانا، بلند شهرى، (كراچى: زمزم پبلشرز نزدمقدس مسجد اردوبازار، 2010ء)، 326:6

Al-Suyuti, Abdul Rahman bin Abi Bakr Jalaluddin (591 AH), Jalalain Fi Sharh Jamalain, Sharh Muhammad Jamal, Maulana, Bulandshahri, (Karachi: Zamzam Publishers near Masjid-e-Aqsa Urdu Bazar, 2010), 326:6

[2] ۔ مودودی، سید ابو اعلیٰ، تفہیم القرآن، (لاہور: ادارہ ترجمان القرآن)، 372:5

Maududi, Syed Abul Ala, Tafheem-ul-Quran, (Lahore: Idara Tarjuman al-Quran), 372:5

سے ان کے بیس اکیس قبائل بن گئے تھے انہوں نے دور تک بستیاں بسالیں تھیں کیونکہ نزدیک کے علاقوں پر ان کا قبضہ تھا اور مال ودولت کی ان کے پاس بہتات تھی۔

حجاز میں یہودیوں کی آمد کا مقصد:

یہود اس بات پر مکمل یقین رکھتے تھے کہ ایک آخری پیغمبر عرب میں مبعوث ہونے والے ہیں اور بزعم اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ آخری پیغمبر بنی اسرائیل میں سے ہوں اور اسی لیے یثرب میں آکر آباد ہو گئے تھے اور رسول ﷺ کی آمد سے متعلق دعائیں کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ سورۃ البقرۃ میں بیان کیا گیا ہے کہ

﴿وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَي الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ښ فَلَمَّا جَاۗءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ﴾[1]

"باوجود یہ کہ اس کی آمد سے پہلے وہ خود کفار کے مقابلے میں فتح ونصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے، مگر جب وہ چیز آگئی، جسے وہ پہچان بھی گئے تو، انہوں نے اسے ماننے سے انکار کر دیا خدا کی لعنت اِن منکرین پر۔"

ان یہود کی قبیلہ غطفان وغیرہ سے جنگیں ہوتی رہتیں اور جب بھی فریقین کی جنگ ہوتی تو اکثر یہودی شکست کھاجاتے۔ تو انہوں نے اللہ تبارک تعالیٰ سے دعائیں مانگنا شروع کیں کہ اے اللہ ہم تجھ سے نبی امی ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ ہمیں ہمارے مخالفوں پر فتح دے اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر غلبہ دے۔ سابقہ کتابوں کی تعلیمات کے مطابق وہ یقین رکھتے تھے آخری نبی کی حکومت کو مدینہ میں قائم ہونا ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے یہود قبیلہ اوس اور خزرج کے خلاف رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے نصرت طلب کیا کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے عرب میں سے آپ کو مبعوث فرمادیا تو انھوں نے آپ کو ماننے سے انکار کر دیا اور جو اس سے قبل کہتے تھے اس کا انکار

---

[1] ۔ القرآن، 89:2

Al-quran, 2: 89

کرنے لگے"[1]

یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ سابقہ کتابوں میں نبی اکرم ﷺ اور آپ کے صحابہ کا تعارف نہایت واضح انداز میں بیان کر دیا گیا تھا۔ یہودی عرب میں آپ ﷺ کی آمد کے منتظر تھے آپ ﷺ کی پیدائش سے سینکڑوں سال قبل تبع اسعد ابو کرب بادشاہ مدینہ آیا جو مدینہ کو کھنڈرات میں بدلنا چاہتا تھا یہودیوں نے اسے سمجھایا جیسا کہ تاریخ طبری میں بیان کیا گیا کہ

> "اسی کشمکش میں دو یہودی عالم اس کے پاس آئے اور آکر کہنے لگے کہ اے بادشاہ ہمارے سننے کے مطابق تو مدینہ کو کھنڈرات میں تبدیل کرنا چاہتا ہے اگر تیرا یہ ہی ارادہ ہے تو یاد رکھ کہ پھر تو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا، کیونکہ تیرے برے ارادے اور اہل مدینہ کے درمیان اللہ کی مدد آڑے آجائے گی اس پر تبع نے کہا کہ وہ کیسے؟ یہودیوں نے جواب دیا کہ مدینہ نبی آخری زماں ﷺ کا دار الہجرت ہے۔"[2]

عرب میں آخری پیغمبر مبعوث ہوں گے۔یہودیوں کو پختہ یقین تھا اور وہ اس خوش فہمی میں بھی تھے کہ آخری زماں پیغمبر بنی اسرائیل میں ہی سے ہوں گے لیکن جب معاملہ ان کی خواہش اور ان کی توقعات کے برعکس ہوا تو یکسر مخالف ہو گئے تھے۔ اسی حوالہ سے محمد بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد کے واسطے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ جس رات رسول اللہ ﷺ کی پیدائش مبارک ہوئی تو ایک یہودی تاجر نے قریش کی مجلس کے پاس آکر پوچھا آج رات کسی قریشی کے گھر بچہ پیدا ہوا ہے، آج رات کو

[1] ۔ السيوطي، جلال الدين(م911)، عبداللہ بن عباس، تفيسر ابن عباس۔ مع كتاب، اسباب نقول فی اسباب النزول، مترجم: فتح محمد، مولاناجالندھری، (لاہور: مکی دارالکتب، 37۔ مزنگ روڈ، بک سٹریٹ، 2009ء)، 63:1

Al-Suyuti, Jalaluddin (d. 911), Abdullah bin Abbas, Tafsir Ibn Abbas. Ma' Kitab, Asbab Nuzool Fi Asbab al-Nuzool, Translator: Fath Muhammad, Maulana Jalaludin Ghandhari, (Lahore: Makki Dar-ul-Kutub, 37-Mozang Road, 2009), 63:1

[2] ۔ طبری، ابی جعفر محمد بن جرير، تاريخ طبري، تاريخ الأمم والملوك، مترجم، محمداصغر، مولانامغل، اعجاز احمد، مولانا، (کراچی: دارالاشاعت، اردوبازار ایم اے جناح روڈ، 2003ء)، 567:1

Tabari, Abu Jafar Muhammad bin Jarir, Tareekh Tabari, Tareekh al-Umam wal-Mulook, Translator: Muhammad Asghar, Maulana Mughal, Aijaz Ahmad, Maulana, (Karachi: Dar-ul-Ishaat, Urdu Bazar M.A. Jinnah Road, 2003), 567:1

آخری امت کا نبی پیدا ہوا ہے لوگوں نے معلومات کرنے کے بعد بتلایا کہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے جس کا نام محمد رکھا گیا ہے، یہودی نے آپ ﷺ کو دیکھنے کی خواہش کی۔ اس نے کہا میرے ساتھ چلو کہ میں اس بچے کو دیکھوں چنانچہ وہ یہودی کو آمنہ کے گھر لے آئے تو انہوں نے کہا اپنے بچے کو تو لاؤ وہ لائیں تو انہوں نے بچے کی کمر سے کپڑا سرکایا تو اس پر یہودی نے تل دیکھا تو فوراً غش کھا کر گر پڑا، جب ہوش آیا تو لوگوں نے پوچھا، افسوس تجھے کیا ہوا؟ تو اس نے کہا واللہ! اسرائیل کے خاندان سے نبوت رخصت ہو گئی، اے قریش تم اس نبوت سے خوش ہو وہ ایسا حملہ کرے گا کہ ساری دنیا میں اس کی خبر پھیل جائے گی۔"[1]

بعثت نبوی ﷺ سے قبل عرب معاشرے میں یہودیت کے مذہبی وسماجی اثرات:

اہل یہود نے مدینہ میں جہاں اپنی سیاسی قوت کو مستحکم کرنے کی کوشش کی اور اجارہ داری کو قائم کرنے کے لیے قبائل سے متعدد جنگیں کیں اگرچہ وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ لیکن سیاسی غلبہ حاصل کرنے کے لیے مستقل متحرک رہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اپنی مذہبی تعلیمات کی اشاعت وترویج میں بھی لگے رہے اور اپنے بچوں کو مذہبی تعلیم دینے کے لیے مدارس قائم کیے ان مدارس میں تورات کی تعلیم دی جاتی تھی ان مدارس کو بیت المدارس کہتے تھے۔ جن کا ذکر بخاری شریف میں بھی مذکور ہے

" عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ فِي المَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «انْطَلِقُوا إِلَى يَهُودَ» فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ المِدْرَاسِ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَادَاهُمْ: «يَا مَعْشَرَ يَهُودَ، أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا» فَقَالُوا: قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا القَاسِمِ، فَقَالَ: «ذَلِكَ أُرِيدُ» ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِيَةَ، فَقَالُوا: قَدْ بَلَّغْتَ يَا أَبَا القَاسِمِ "[2]

---

[1] ۔ ابن کثیر، عماد الدین ابوالفدااسماعیل، (م774ھ)تاریخ ابن کثیر، مترجم: محمداصغر، ابوطلحہ مغل، (کراچی: دارالاشاعت، اردوبازار، ایم اے جناح روڈ، 2008ء)، 723:2

Ibn Kathir, Imad-ud-din Abu al-Fida Isma'il, (d. 774 AH) Tareekh Ibn Kathir, Translator: Muhammad Asghar, Abu Talha Mughal, (Karachi: Dar-ul-Ishaat, Urdu Bazar, M.A. Jinnah Road, 2008), 723:2

[2] ۔ البخاري، محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ، صحیح البخاري، (بیروت: دارطوق النجاۃ، 1422ء)، رقم الحدیث: 6944

Bukhari, Muhammad bin Ismail Abu Abdullah, Sahih Bukhari, (Dar Taqwa al-Najah, 1422

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جب مسجد میں تھے تو رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا یہودیوں کے پاس چلو چنانچہ ہم ان کے ساتھ باہر نکلے یہاں تک ہم بیت المدارس (اہل یہود کے مدرسہ) پہنچے۔ (پہنچ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) اے یہود کی جماعت، اسلام قبول کرلو تو تم محفوظ رہو گے، انہوں نے کہا اے ابو القاسم! تم نے پیغام پہنچادیا۔ آپ نے فرمایا میں یہی چاہتا ہوں، پھر آپ ﷺ نے دوسری بار کہا تو انہوں نے کہا، اے ابو القاسم تم نے پیغام پہنچادیا۔“

مندرجہ بالا روایت کو بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ مدینہ میں یہود کی مذہبی تعلیمات کے مدارس موجود تھے اور ان کی تعلیمات کا اثر انصار مدینہ بھی قبول کرتے تھے اور ان کی مذہبی تعلیمات سے متاثر ہوتے تھے کیونکہ انصار پڑھے لکھے نہ تھے اس لیے جلد ان کے اثر کو قبول کر لیتے تھے۔ جیسا کہ سیرت النبی ﷺ کے مصنف علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ

”انصار جاہل تھے اس لئے ان پر یہود کے علمی تفوق کا خواہ مخواہ اثر پڑتا تھا یہاں تک کہ انصار میں سے جس کے اولاد زندہ نہیں رہتی تھی، وہ منّت مانتا تھا کہ بچہ زندہ رہے گا تو یہودی بنادیا جائے گا یہودی عموماً یہ یقین رکھتے تھے کہ ایک پیغمبر ابھی اور آنے والا ہے، اس بنا پر انصار بھی ایک پیغمبر موعود کے نام سے آشنا تھے۔“[1]

قبل اسلام میں انصار پر یہودیوں کی مذہبی مرعوبیت اس قدر زیادہ تھی کہ اگرچہ انصار بت پرست تھے لیکن ان کے مذہبی عقائد کو اہمیت دیتے تھے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا روایت میں بھی اس کا ذکر ہو چکا۔ اور اس بات کی تائید سنن ابی داؤد میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو کہ درج ذیل ہے:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ:كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَكُونُ مِقْلَاتًا فَتَجْعَلُ عَلَى نَفْسِهَا إِنْ عَاشَ لَهَا وَلَدٌ أَنْ تُهَوِّدَهُ، فَلَمَّا أُجْلِيَتْ بَنُو النَّضِيرِ كَانَ فِيهِمْ مِنْ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا: لَا

AH), Hadith Number: 6944

[1] ۔ شبلی نعمانی، علامہ، ندوی، سلیمان، علامہ، سید، سیرۃ النبی ﷺ، (لاہور: ادارہ اسلامیات، دینا ناتھ مینشن مال روڈ، 1423ھ، 2002ء)، 1:173

Shibli Naumani, Allama, Nadvi, Sulaiman, Allama, Syed, Seerat al-Nabi, (Lahore: Idara Islamiyat, Deena Nath Mansion Mall Road, 1423 AH, 2002), 173:1

نَدَعُ أَبْنَاءَنَا، فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ:(لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الغَيِّ)قَالَ أَبُو دَاوُدَ(الْمِقْلَاتُ)الَّتِي لَا يَعِيشُ لَهَا وَلَدٌ "[1]

"حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی خاتون ایسی ہوتی کہ اس کے بچے پیدائش کے وقت زندہ نہ بچتے تو وہ نذرمان لیتی تھی کہ اگر اس کے بچہ کی پیدائش ہوگی تو اسے یہودی بنادے گی۔ سوجب بنونضیر کو مدینہ سے جلاوطن کیا گیا تو ان میں انصاریوں کے وہ لڑکے بھی تھے (جنہیں انصاریوں نے اپنی نذر کی وجہ سے یہودی بنادیا تھا) انہوں (یعنی انصار) نے کہا ہم اپنے بچے نہیں چھوڑ سکتے (یہ ہمارے بچے نہیں لے جاسکتے) تو اللہ تبارک تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشدمن الغی) دین میں کوئی جبر نہیں گمراہی کے مقابلے میں ہدایت واضح ہوچکی امام ابوداؤد بیان کرتے ہیں کہ المقلاۃ سے مراد وہ عورت ہے جس کے بچے مر جاتے ہوں۔"

انصار میں جو لوگ پڑھنا لکھنا جانتے تھے وہ یہودیوں کی مذہبی کتب کا بھی مطالعہ کرتے تھے اوران کتب کا احترام کرتے تھے اوران کتب سے عقیدت رکھتے تھے سوید بن سامت جو انصاریوں میں سے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے اور شاعر تھے ان کے پاس امثال لقمان کا ایک نسخہ تھا جسے وہ آسمانی صحیفہ سمجھتے تھے وہ حج کو مکّہ گئے نبی اکرم ﷺ کو ان کے حالات معلوم ہوئے تو ان کے پاس آنحضرت ﷺ خود تشریف لے گئے:

" فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: وما الذي معك؟ قال مجلة لقمان يعني حكمة لقمان - فقال لرسول الله صلى الله عليه وسلم: اعرضها علي، فعرضها عليه فقال: إن هذا الكلام حسن، والذي معي أفضل من هذا، قرآن أنزله الله علي هو هدى ونور فتلا عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم القرآن ودعاه إلى الإسلام"[2]

---

[1]۔ ابوداود، سليمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشيربن شراد، (م275ھ)، سنن أبي داود، (دارالرسالة العالميه، 1430ھ، 2009ء)، رقم الحديث: 2682

Abu Dawood, Sulaiman bin al-Ash'ath bin Ishaq bin Bashir bin Shaddad, (d. 275 AH), Sunan Abu Dawood, (Dar al-Risalah al-Alamiyyah, 1430 AH, 2009), Hadith Number: 2682

[2]۔ ابن كثير، ابوالفداء اسماعيل بن عمر(م774ھ)، البدية والنهاية، ، (داراحياء التراث العزيز، 1408ھ، 1988ء)3:180

Ibn Kathir, Abu al-Fida Isma'il bin Umar (d. 774 AH), Al-Bidaya wal-Nihaya, (Dar Ihya al-

"پس رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا کتاب لقمان۔ یعنی امثال لقمان پھر آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ دکھاؤ پس اس نے آپ ﷺ کو پیش کیا، آپ ﷺ نے فرمایا اگرچہ یہ کلام اچھا ہے اور جو کلام میرے پاس ہے وہ اس سے افضل ہے، قرآن جو اللہ (کی جانب) سے مجھ پر نازل ہوا وہ ہدایت اور نور ہے پس اس کے سامنے رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی تلاوت فرمائی اور اسے دعوت اسلام دی۔"

مندرجہ بالا روایات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اہل یہود مدینہ میں اپنی مذہبی برتری منوانے میں کامیاب رہے اور اوس و خزرج کے قبائل ان کے مذہبی تو فق سے مرعوب تھے۔ مذہب کے ساتھ ساتھ اہل یہود نے انصار پر سماجی اثرات بھی چھوڑے۔ ان یہود کی طرز معاشرت میں ڈھول گانے بجانے اور ناچ گانے کا بھی رواج تھا کچھ روایتوں سے پتا چلتا ہے کہ مدینہ کے یہودی گانے بجانے کا کافی شغف رکھتے تھے اور خوشی کے موقع پر ڈھول باجے بجایا کرتے تھے۔ گانے کے لیے گلوکاراؤں کا بھی رواج تھا۔ بنو نضیر کو جب جلاوطن کیا گیا تو جو یہ سامان اپنے ساتھ لے جا رہے تھے ان میں ڈھول باجے اور ناچنے گانے والیاں بھی ساتھ تھیں۔ جیسا کہ تاریخ طبری کی ایک روایت ہے کہ

"عبداللہ بن ابی بکر کہتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ بنو نضیر اپنی بیوی بچوں اور اسباب و سامان کو لاد کر لے گئے۔ ان کے ساتھ ڈھول باجے گلوکارہ تھیں جو ان کے پیچھے گا بجا رہی تھیں، اس روز امّ عمرو عروہ بن الورد العبسی کی داشتہ بھی ساتھ تھی جسے انھوں نے اس سے خرید لیا تھا۔ یہ بنی غفار کی ایک عورت تھی جو اس زمانے میں بہ اعتبار حسن داد اور ناز نخرے کے یکتائے روزگار تھی۔"[1]

مدینہ کے ان یہودیوں کے پاس مال و زر کی بھی بہتات تھی اس وجہ سے بھی ان میں اخلاقی بیماریاں فروغ پا گئیں تھیں اور ان کے امراء کیونکہ زیادہ اخلاقی انحطاط کا شکار تھے زنا کاری عام تھی مال و دولت کی وجہ سے یہ

Turath al-Arabi, 1408 AH, 1988), 180:3

[1]۔ طبري، أبي جعفر محمد بن جرير، تاريخ طبري، تاريخ الأمم والملوك، مترجم: محمداصغر، مولانامغل، اعجاز احمد، مولانا، 242:2

Tabari, Abu Jafar Muhammad bin Jarir, Tareekh Tabari, Tareekh al-Umam wal-Mulook, Translator: Muhammad Asghar, Maulana Mughal, Aijaz Ahmad, Maulana, 242:2

سزاؤں سے بچ جاتے تھے اور مدینہ میں تو ان کا خود غرضانہ اور جابرانہ اقتدار تھا متعدد احادیث سے ان کی بد کرادری کا پتا چلتا ہے۔ جیسا کہ سنن ابی داؤد کی ایک حدیث مبارکہ ہے کہ

" عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: مُرَّ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَهُودِيٍّ مُحَمَّمٍ مَجْلُودٍ، فَدَعَاهُمْ، فَقَالَ: «هَكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي؟» فَقَالُوا: نَعَمْ، فَدَعَا رَجُلًا مِنْ عُلَمَائِهِمْ قَالَ لَهُ: «نَشَدْتُكَ بِاللَّهِ الَّذِي أَنْزَلَ التَّوْرَاةَ عَلَى مُوسَى، أَهَكَذَا تَجِدُونَ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِكُمْ»، فَقَالَ: اللَّهُمَّ لَا، وَلَوْلَا أَنَّكَ نَشَدْتَنِي بِهَذَا لَمْ أُخْبِرْكَ، نَجِدُ حَدَّ الزَّانِي فِي كِتَابِنَا الرَّجْمَ، وَلَكِنَّهُ كَثُرَ فِي أَشْرَافِنَا، فَكُنَّا إِذَا أَخَذْنَا الرَّجُلَ الشَّرِيفَ تَرَكْنَاهُ، وَإِذَا أَخَذْنَا الرَّجُلَ الضَّعِيفَ أَقَمْنَا عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَقُلْنَا: تَعَالَوْا فَنَجْتَمِعُ عَلَى شَيْءٍ نُقِيمُهُ عَلَى الشَّرِيفِ وَالْوَضِيعِ، فَاجْتَمَعْنَا عَلَى التَّحْمِيمِ وَالْجَلْدِ، وَتَرَكْنَا الرَّجْمَ "[1]

"براء بن عازب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب سے ایک ایسا یہودی گزرا جس کا منہ کالا کر رکھا تھا اور اس کو مارا جارہا تھا آپ ﷺ نے ان لوگوں کو بلا کر پوچھا کیا تم نے زانی کی حد ایسے ہی پائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں تو آپ ﷺ نے ان کے ایک عالم کو بلوایا اور اس سے فرمایا! میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس (اللہ) نے حضرت موسیٰ پر تورات اتاری، کیا تم اپنی کتاب (تورات) زانی کی حد یہی پاتے ہو؟ اس نے کہا اے اللہ! نہیں۔ اگر آپ ﷺ نے مجھے یہ قسم نہ دی ہوتی تو میں آپ کو نہ بتاتا۔ ہم اپنی کتاب میں زانی کے لیے حد رجم ہی پاتے ہیں لیکن ہمارے شرفاء میں یہ زنا بہت بڑھ گیا تو ہم جب کسی شریف (یعنی کسی امیر) کو پکڑتے تو چھوڑ دیتے اور اگر کسی کمزور کو پکڑتے تو اس پر حد قائم کرتے تھے۔ پھر ہم نے مشورہ سے طے کیا کہ کسی ایسے حکم پر متفق ہو جائیں کہ ہم شریف اور کمزور تمام پر نافذ کر سکیں، چنانچہ ہم منہ کالا کرنے اور تھپڑوں اور دھول وغیرہ پر متفق ہو گئے۔"

یثرب کے یہودیوں کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ ان کے مدمقابل تمام قبائل عسکری لحاظ سے کمزور رہیں اور کوئی بھی قبیلہ ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ مدینہ میں انصار کے دو قبائل اوس و خزرج تھے جنہیں یہ سازشوں کے

---

[1] ۔ ابوداود، سليمان بن الأشعث، سنن أبي داود، رقم الحديث : 4448
Abu Dawood, Sulaiman bin al-Ash'ath, Sunan Abu Dawood, Hadith Number: 4448

ذریعے لڑاتے رہتے تھے اور جنگی مقاصد کے لئے اسلحہ بھی انہیں فروخت کرتے یہ دونوں قبائل آپس میں لڑ لڑ کر اپنا بہت زیادہ جانی ومالی نقصان کر چکے تھے ان حالات کو علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ

"یہ تین قبائل تھے بنو قینقاع، بنو نضیر اور بنو قریظہ، مدینہ کے اطراف میں آباد تھے اور مضبوط برج اور قلعے بنالئے تھے، انصار کے جو دو قبائل تھے، یعنی اوس اور خزرج، ان میں باہم جو اخیر معرکہ ہوا تھا (جنگ بعاث) اس نے انصار کا زور بالکل توڑ دیا تھا۔ یہود اس مقصد کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے تھے کہ انصار باہم کبھی متحد نہ ہونے پائیں۔"[1]

مندرجہ بالا روایت پیش کرنے کا مقصد یہ بتلانا ہے کہ یہودیوں کی یہ عادت قدیم زمانہ سے چلی آرہی ہے کہ لڑاؤ اور حکومت کرو۔ یعنی ہر زمانے میں اور ہر علاقے میں دنیا میں جہاں بھی گئے فطرت یہی رہی ہے۔ اور اس پر زمانہ قدیم وجدید کے محققین کا لٹریچر شاہد ہے جس پر ہم آگے چل کر مزید بحث کریں گے۔

بعثت نبوی ﷺ سے قبل عرب معاشرے پر یہودیت کے اقتصادی اثرات:

اہل یہود جب یثرب میں آئے تو شاطرانہ انداز میں نا صرف اقتدار پر قابض ہوئے بلکہ سود، چرب زبانی اور انصار کی کم علمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نہایت دولت مند ہوگئے تھے مدینہ کے اطراف کی زرخیز زمینوں کو گھیر لیا اور مضبوط قلعے بنائے یہ تجارت پیشہ، زمیندار، زراعت میں ماہر اور صناع تھے۔

تجارتی وسودی کاروبار:

یہود نے یثرب میں قدم رکھتے ہی اپنے آپ کو مضبوط کرنا شروع کر دیا تھا مدینہ سے شام تک انہوں نے مضبوط قلعے بنائے ایک طرف تو یہ ان کی محفوظ پناہ گاہیں تھیں اور تجارتی مقاصد کے لحاظ سے بھی نہایت موزوں تھے۔ مدینہ کے گردونواح میں 72 قلعے جن میں صرف 59 قلعے یہودیوں کے پاس تھے سیرت النبی ﷺ کے مصنف بیان کرتے ہیں کہ:

"یہود عرب میں بڑی طاقت رکھتے تھے۔ تمام مالی کاروبار ان کے قبضہ میں تھا۔ ان کے پاس کثرت سے دولت تھی۔ عربوں سے تہذیب، تمدن اور علوم وفنون میں علانیہ فائق تھے۔ ہر طرح کے

[1] ۔ شبلی نعمانی، علامہ، ندوی، سلیمان، علامہ سید، سیرۃ النبی ﷺ، 193:1

Shibli Naumani, Allama, Nadvi, Sulaiman, Allama Syed, Seerat al-Nabi, 193:1

سامان جنگ رکھتے تھے اور فن جنگ سے کماحقہ واقف تھے مدینہ سے لے کر حدود شام تک ان کے تجارتی قلعوں کی مسلسل قطاریں تھیں۔"[1]

یہ بات بھی پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ دولت کی محبت ان کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔ اہل یہود نے مال و دولت کو جائز وناجائز کی پرواہ کیے بغیر جمع کیا تجارت کرتے ہوئے انہوں نے کبھی بھی اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ شریعت اس کے بارے میں کیا حکم دیتی ہے۔ مال وزر کا حرص انہیں نئی نئی تدبیریں سجھاتا ہے۔ شریعت کا اصول ہے اگر ایک چیز حرام ہے تو اس کی قیمت بھی حرام ہوگی اور اگر چیز حلال ہے تو قیمت بھی حلال ہوگی لیکن یہود نے عیاریوں سے حرام چیزوں کی خرید و فروخت سے خوب کمائی کی۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ

" قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذَلِكَ: «قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ، إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُومَهَا أَجْمَلُوهُ، ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ "[2]

"آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ یہود کو ہلاک کرے! اللہ تعالیٰ نے ان پر ان جانوروں کی چربی حرام کی تو انہوں نے اسے پگھلایا، پھر اسے فروخت کرتے اور اس کی قیمت کھاتے۔"

یثرب کے یہودیوں کے پاس دولت کی بہتات تھی ہر جانب ان کے لین دین کا کاروبار تھا۔ لوگوں کو سود پر پیسہ دیتے ارد گرد کی آبادی ان کی مقروض تھی کیونکہ یہ تنہا دولت مند تھے اور لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے اور سود کی بڑی مقداریں بدلے میں حاصل کرتے۔ یہاں تک کہ قرضوں کے بدلے لوگوں کے بچے اور خواتین کو گروی رکھتے اس وقت کے ان حالات کی منظر کشی مسلم شریف کی اس روایت میں ملتی ہے جس میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو ایک تدبیر سوجھی اور اس پر عمل کرتے ہوئے وہ کعب بن اشرف کے پاس قرض کے لئے گئے:

" قَالَ: وَقَدْ أَرَدْتُ أَنْ تُسْلِفَنِي سَلَفًا، قَالَ: فَمَا تَرْهَنُنِي؟ قَالَ: مَا تُرِيدُ؟ قَالَ: تَرْهَنُنِي

[1] ۔ شبلی نعمانی، علامہ، ندوی، سلیمان، علامہ سید، سیرۃ النبی ﷺ، 2:331

Shibli Naumani, Allama, Nadvi, Sulaiman, Allama Syed, Seerat al-Nabi, 331:2

[2] ۔ مسلم بن الحجاج ابوالحسن القشيرى(م261ھ)، صحيح مسلم، (بيروت، داراحياء العربى، س ن)، رقم الحديث : 1581

Muslim bin al-Hajjaj Abu al-Hassan al-Qushayri (d. 261 AH), Sahih Muslim, (Beirut, Dar Ihya al-Arab, n.d.), Hadith Number: 1581

نِسَاءَكُمْ، قَالَ: أَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ، أَنَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا؟ قَالَ لَهُ: تَرْهَنُونِي أَوْلَادَكُمْ، قَالَ: يُسَبُّ ابْنُ أَحَدِنَا فَيُقَالُ: رُهِنَ فِي وَسْقَيْنِ مِنْ تَمْرٍ وَلَكِنْ نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ يَعْنِي السِّلَاحَ "[1]

"(حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے) کہا(کعب بن اشرف سے) میں چاہتا ہوں تم مجھے کچھ ادھار دو۔اس نے کہاتم میرے پاس گروی کے طور پر کیا رکھو گے؟انہوں نے جواب دیاتو کیا چاہتا ہے؟اس نے کہاتم اپنی خواتین کو میرے پاس گروی رکھ دو،انہوں نے کہاتم عرب کے سب سے خوبصورت انسان ہو،کیاہم اپنی عورتیں تمھارے پاس گروی رکھیں؟اس نے کہاتم اپنے بچے بطور گروی میرے پاس رکھ دو،انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے میں سے کسی کے بیٹے کو گالی دی جائے گی تو کہا جائے گا تم کھجور کے دووسق کے بدلے گروی رکھے گئے،البتہ ہم تمہارے پاس اپنی زرہ یعنی ہتھیار وغیرہ گروی رکھ دیتے ہیں۔"

مدینہ کے یہودیوں میں سفاکیت کوٹ کوٹ کر بھری تھی،لوگوں سے قرض کے بدلے نہایت بے دردی سے سود وصول کرتے،سود کی وصولی میں ان کا رویہ نہایت جابرانہ ہوتا۔کمزوری اور ضعف کا ذرہ برابر خیال نہیں کرتے تھے معصوم بچوں تک پر تشدد کے پہاڑ توڑتے۔

زراعت:

یہودیوں نے خیبر اور فدک کی زرخیز زمینوں پر قبضہ جمالیا تھا۔ان علاقوں میں ان کے بڑے بڑے باغات تھے اور زراعت کے فن سے بخوبی واقف تھے۔انصار زراعت میں یہود جیسی صلاحیت نہ رکھتے تھے اگرچہ انصار نے بھی کسی حد تک فلاحت کو سیکھ لیا تھا لیکن حقیقت یہی ہے کہ مدینہ کے یہودی اس فن میں مہارت رکھتے تھے۔وادی القری اور فدک یہودیوں کے بڑے مراکز تھے وادی القری میں کبھی عاد و ثمود رہا کرتے تھے۔یہاں یہود نے قبضہ جما کر زراعت وآب رسانی کو خوب ترقی دی۔جیسا کہ وادی القریٰ کے بارے میں معجم البدان میں بیان کیا گیا کہ

"بليد في أطراف الشام، بين الشام ووادي القرى، على طريق حاجّ الشام

---

[1]۔ مسلم بن الحجاج ابوالحسن، صحيح مسلم، رقم الحديث : 1801

Muslim bin al-Hajjaj Abu al-Hassan, Sahih Muslim, Hadith Number: 1801

ودمشق، والأبلق الفرد حصن السموأل بن عادياء اليهودي مشرف عليها، فلذلك كان يقال لها تيماء اليهودي"[1]

"وادی تیماء اطراف شام میں ہے شام اور وادی القری کے درمیان شام اور دمشق سے حج کے راستے پر ہے اور البلق الفارد سے السموال بن عادیاء یہودی کا قلعہ نظر آتا ہے اس لیے اسے تیماء الیہود کہا گیا خیبر کے بعد یہود نے اس جگہ پناہ لی تھی۔"

جیسا کہ اہل خیبر کو جب جلاوطن کیا جانے لگا تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ خیبر کی زمینوں پر ہم سے نصف پیداوار کی ادائیگی پر معاملہ کر لیں۔

"انہوں نے رسول ﷺ سے کہا کہ آپ ان زمینوں کی نصف پیداوار کی ادائیگی پر ہم سے معاملہ کر لیں کیونکہ ہم دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ان سے زیادہ واقف ہیں اور بہتر طریقے پر ان کو آباد رکھیں گے۔ آپ ﷺ نے اسے منظور فرمالیا۔ زمینیں ان کے پاس رہنے دیں اور یہ شرط لگائی کہ جب ہم چاہیں گے تم کو ان سے بیدخل کر دیں گے اہل فدک نے بھی اسی شرط پر صلح کرلی۔"[2]

صنعت وحرفت میں مہارت:

یثرب کے اہل یہود صنعت وحرفت میں بھی خاص مہارت رکھتے تھے یہ لوگ کپڑا بننا، برتن سازی، زیورات کی تیاری، زرعی اوزار، رنگ سازی اور ہتھیار بنانے میں ماہر تھے کیونکہ انصار ان کے ساتھ ایک طویل عرصے ان کے درمیان رہتے آرہے تھے کچھ کام انہوں نے ان یہودیوں سے سیکھ لیے تھے۔ بنو قینقاع کیوں کہ شہر کے وسط میں رہتے تھے تو یہ لوگ زیادہ تر صنعتی پیشوں سے وابستہ تھے۔ ان مذکورہ معاملات پر گفتگو کرتے ہوئے مولانا صفی

---

[1] ۔ شهاب الدين، ابوعبدالله ياقوت بن عبدالله الرومى الحموى(م626ھ)، معجم البلدان، (بيروت، دارصادر، 1995ء)، 67:2

Shihab al-Din, Abu Abdullah Yaqut bin Abdullah al-Rumi al-Hamwi (d. 626 AH), Mu'jam al-Buldan, (Beirut, Dar Sader, 1995), 67:2

[2] ۔ طبري، أبي جعفر محمد بن جرير، تاريخ طبري، تاريخ الأمم والملوك، 314:2

Tabari, Abu Jafar Muhammad bin Jarir, Tareekh Tabari, Tareekh al-Umam wal-Mulook, 314:2

الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ:

"تینوں یہودی قبائل میں سب سے زیادہ بد معاش بنو قینقاع کا قبیلہ تھا، یہ لوگ مدینے ہی کے اندر رہتے تھے اوران کا محلہ انہی کے نام سے موسوم تھا یہ لوگ پیشے کے لحاظ سے سونار، لوہار اور برتن ساز تھے ان پیشوں کی سبب ان کے ہر آدمی کے پاس وافر مقدار میں سامان جنگ موجود تھا۔"[1]

جہاں اہل یہود نے اطراف مدینہ میں اپنے علمی رسوخ کو منوایا ہوا تھا اس کے ساتھ ساتھ وہ تجارت و صنعت کاری میں بھی برتری قائم کیے ہوئے تھے اور مال و دولت کی فراوانی کی وجہ سے ہی اپنی دفاعی حیثیت کو مضبوط کیے ہوئے تھے۔ جیسا کہ سیرت النبی ﷺ کے مصنف بیان کرتے ہیں کہ

"یہود کے تین قبیلے تھے، قینقاع، نضیر، قریظہ، یہ سب مدینہ کے اطراف اور حوالی میں آباد تھے اور عموماً زمیندار، دولتمند، تجارت پیشہ اور صناع تھے۔ قینقاع زرگری کا پیشہ کرتے تھے چونکہ سب میں زیادہ بہادر اور شجاع تھے اس لئے ہمیشہ ان کے پاس اسلحہ جنگ کے ذخیرے تیار رہتے تھے، انصار عموماً ان کے مقروض اور زیر بار تھے، ملکی اور تجارتی افسری کے ساتھ ان لوگوں کا مذہبی علمی اثر بھی تھا۔"[2]

مدینہ کے یہ یہود جہاں دیگر اشیاء کی صناعی میں مہارت رکھتے تھے یہ اسلحہ سازی میں بھی مہارت رکھتے تھے ان کے اسلحہ کے کارخانوں میں تلواریں، نیزے، تیر کمان وغیرہ کثرت سے بنائے جاتے تھے اور قلیل مقدار میں انصار نے بھی ان سے تلواریں تیار کرنا سیکھ لیا تھا ان کے پاس اسلحہ کی اتنی بڑی مقدار تھی جسے دیکھ کر لوگ حیران رہ جاتے تھے۔ جس وقت میں بنو نضیر وطن چھوڑ کر نکلے تو اپنے ساتھ بہت بڑی مقدار میں اسلحہ لیکر اور دولت لیکر گئے اس کے باوجود بہت سا اسلحہ لے جانے میں ناکام رہے۔

"اہل مدینہ کا بیان ہے کہ اس سروسامانی کی سواری کبھی ان کی نظر سے نہیں گزری تھی ہتھیاروں کا

---

[1] ۔ صفی الرحمٰن، مولانا مبارک پوری، الرحیق المختوم، (لاہور: المکتبۃ السلفیۃ، شیش محل روڈ، 1417ھ، 1996ء)، ص:226
Safi-ur-Rahman, Maulana Mubarakpuri, Al-Raheeq Al-Makhtum, Lahore. Al-Maktaba Al-Salafiya, Shish Mahal Road, 1417 AH, 1996, Page 226

[2] ۔ شبلی نعمانی، سلیمان، سیرۃ النبی ﷺ، 246:1
Shibli Naumani, Sulaiman, Seerat al-Nabi, 246:1

ذخیرہ جوان لوگوں نے چھوڑا، اس میں چھ زرہیں، پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں تھیں۔"[1]

علوم وفنون پر دسترس اور مال وزر کی بہتات ہونے کے باوجود یہود ابتدا سے لیکر آج تک فطری طور پر نہیں بدلے۔ حق کو جانتے ہوئے بھی اس کی تکذیب کرتے ہیں، کبر ورعونت، تمرّد وسرکشی، حرص وحسد، بدعہدی وبدمعاملگی اور مکر وفریب ان کے خاص اوصاف ہیں۔ یہ مشرق میں رہے یا مغرب میں یہ تین ہزار سال پہلے بھی ایسے ہی تھے جیسے آج ہیں۔ ان کی اسی فطرت کو سورۃ بقرۃ میں ان الفاظوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے

﴿وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللهِ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ﴾[2]

"اوران پر ڈال دی گئی ذلت ومحتاجی اور وہ اللہ کے غضب کے ساتھ پلٹے کیونکہ وہ اللہ کی آیات کا کفر کرتے تھے اور انبیاء کو ناحق قتل کیا کرتے تھے یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ حد سے بڑھنے والے تھے۔"

مندرجہ بالا آیت میں یہودیوں پر ذلت ومسکنت ڈالے جانے کی علت کو بیان کیا گیا ہے کہ ان پر یہ ذلت ان کی کسی ایک غلطی یا گناہ کا نتیجہ نہیں بلکہ ان کی پوری تاریخ انہی نافرمانیوں اور خرمستیوں سے بھری پڑی ہے۔ یہ اپنی تعدی وسرکشی کی فطرت کی وجہ سے مسلسل اللہ کی آیات کا انکار اور انبیاء کا قتل کرتے رہے ہیں اور اسی سبب انہیں یہ زعم ہے کہ یہ اللہ کے بڑے محبوب ہیں اس وجہ سے کوئی انہیں ان کی جگہ سے ہٹا نہیں سکتا جو کہ ایک بالکل بے بنیاد بات، خود پسندی اور گھمنڈ ہے۔ لیکن دنیا میں اپنے انہی کرتوتوں کی وجہ سے راندہ درگاہ مارے مارے پھرے ہیں لیکن خود کو سنوارنے کے لیے تیار نہیں۔

---

[1]۔ شبلی نعمانی، ندوی، سیرۃ النبی ﷺ، 255:1

Shibli Naumani, Nadvi, Seerat al-Nabi, 255:1

[2]۔ القرآن، 61:2

Al-quran, 2: 61

بعثت نبوی ﷺ سے قبل کے یہودیوں کا عہد حاضر سے تقابل:

جس طرح سے یہود نے بعثت نبوی ﷺ سے قبل کے دور میں اپنی مذہبی برتری کو منوانے کے لیے ایڑی چوٹی کازور لگایا اوراقتصادی ترقی کے لیے شاطرانہ چالیں چل کر یہ وسائل حاصل کیے تھے اُس دور کی اس تصویر کو سامنے رکھ کر آج کے جدید دور میں ان کے معاملات کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں ذرہ برابر تبدیلی بھی واقع نہیں ہوئی ہے۔ یہ مختلف روپ دھارتے ہیں لبادے بدلتے ہیں آج بھی وہی شاطرانہ چالیں چل کر تجارت وصنعت پر قبضہ جمائے ہوئے ہیں یہ مختلف مذاہب کا روپ لبادہ اوڑھ کر یا ایک فلسفی کا روپ دھار کر بڑے بڑے ممالک تک کو بھینٹ چڑھا کر اپنی افتادِ طبع کو تسکین پہنچاتے ہیں۔ جیسا کہ پروٹوکول کے مصنف محمد یحیٰ خان رقم طراز ہیں کہ

> "چنانچہ 1917ء میں جب زار کے خلافت بغاوت کا لاوا پھوٹا تو یہودی اس کے مشعل بردار تھے۔ انہوں نے زار کو ختم کیا اور کمیونزم کی آڑ میں اقتدار اپنے ہاتھوں میں لے کر اس لادینی اور کفر کو رائج کیا جس کے شعلے رفتہ رفتہ تمام مذاہب عالم کو آنچ دکھانے لگے۔ ایک یہودی (کارل مارکس) نے (نئے مذہب) کی بائبل (داس کیپٹل) لکھی، دوسرے دو یہودیوں (لینن اور ٹراٹسکی) نے اس کو روس کے (سرکاری مذہب) کے طور پر نافذ کیا۔ پھر اس تبلیغ مشرق اور مغرب کے ممالک میں اس طور پر کی گئی کہ سیکولر جمہوریتیں لرزہ براندام ہو گئیں۔"[1]

اور یہ بات بھی کوئی ڈھکی چھپی نہیں۔ یہودی تمام غیر یہودی مذاہب والوں کو اپنا غلام بنانے کا خواب ہزاروں سال سے دیکھ رہے ہیں تا کہ پوری دنیا پر ان کی حکمرانی ہو۔ 1897ء سے لے کر 1905 تک دنیا بھر کے سربر آوردہ یہودی اکٹھے ہو کر دنیا میں انقلابات کے لئے اصول وضابطے مرتب کر چکے تھے یہودیوں کی ان سازشوں سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا جن سازشوں کی بنیاد پر بڑے بڑے ممالک کی حکومتیں ان کے مفادات کے تحفظ کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی ہیں ان کی سازشی سوچ وفکر پر روشنی ڈالتے ہوئے۔ مولانا ظفر انصاری

---

[1]۔ وکٹری مارسڈن، یہودی پروٹوکول، مترجم، محمد یحیٰ خان، (دہلی بھارت، ملّی پبلی کیشنز ملی ٹائمز بلڈنگ ابوالفضل انکلیو جامعہ نگر، 2003ء)، ص: 84

Victor Marsden, Yahudi Protocols, Translator: Mahdi Hyat Khan, Delhi, India, Milli Publications, Building Abul Fazl Inclay University Nagar, 2003, Page 84

بیان کرتے ہیں کہ

> "برٹش میوزیم لائبریری میں 1905ء کا مطبوعہ ایک نسخہ موجود ہے۔ اس دستاویز کی ایک نقل کسی طرح اس صدی کے ابتدائی دنوں میں حاصل ہوگئی تھی اور پروفیسر سرگئی نائلن نے اسے 1905ء میں شائع بھی کر دیا تھا۔ اس کتاب کا نام ہے (Protocols of The Elders of Zion)، اس میں روسی انقلاب کا پورا نقشہ موجود ہے۔ اس امر کی تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ روس اور اس کے زیر اثر نوآبادیوں میں اس شخص کو سزائے موت دی جاتی ہے جس کے قبضے سے یہ کتاب برآمد ہو جائے، آخر کیوں؟ صاف ظاہر ہے کہ اگر یہ دستاویز منظر عام پر آجائے تو یہودیت اور اشتراکیت کا سارا پول کھل جاتا ہے۔"[1]

عصر حاضر کی بین الاقوامی سیاست کی بساط ان کی منصوبہ بندی اور چند مہروں کے گرد گھومتی ہے ان کی اس شعبدہ بازی کو بے نقاب کرنا محال ہے جیسا کہ ظفر احمد انصاری کہتے ہیں کہ

> "مگر میرا مطلب یہ نہیں کہ تنہا یہی ایک عامل ہے، البتہ یہودی سازش سب سے قوی عامل ضرور ہے۔ میرا تجزیہ ہے کہ یہودی شعبدہ باز ساری دنیا (بشمول عالم اسلام) میں سرگرم عمل ہیں اور ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسائل پیدا کر رہے ہیں، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ان کی تکنیک اتنی گہری اور پوشیدہ ہے کہ اکثر اہل نظر بھی اسے دیکھ نہیں پاتے۔"[2]

زمانہ قدیم سے آج تک یہودیوں نے ہر مذہب سے عداوت وبغض رکھا اور ان کے احبار وعلماء نے اپنے ہم مذہبوں کو یہی تعلیم دی ہے کہ ہمارا نصب العین اپنا وطن حاصل کرنا ہے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہر ہر حربہ جائز ہے اس کے لئے ہر ہتھیار استعمال کیا جائے رشوت، شراب اور فحاشی حتیٰ کہ قتل سے دریغ نہ کیا جائے جیسا کہ محمود الرشید حدوٹی بیان کرتے ہیں کہ

---

[1] ۔ الطاف حسین قریشی، ملاقاتیں کیا کیا، (لاہور: جمہوری پبلیکیشنز، 2016ء)، ص: 336

Ataful Hussain Qureshi, Mulaqaten Kya Kya, (Lahore: Jamhoori Publications, 2016), Page: 336

[2] ۔ ایضاً، ص: 337

Ibid, p.337

"فلسطین میں یروشلم کے قریب ایک پہاڑ ہے جسے صیہون کہا جاتا ہے۔ حضرت سیدنا داؤدؑ نے اپنے دور میں اس پر ایک قلعہ اور چھاؤنی تعمیر کی تھی۔ یہ زمانہ یہودیوں کے لیے بہت عمدہ، پرسکون اور پرشکوہ تھا۔ اسی مناسبت سے یہودیوں نے اپنی تحریک اور جماعت کے لیے (صیہون) کا نام استعمال کیا تاکہ ہر بچے بوڑھے اور جوان کے ذہن میں رہے کہ ان کا ماضی کیسا شاندار تھا۔ اوران میں سے ہر کوئی اپنے عظیم ماضی کی تلاش کے لیے جوش، جذبے اور ولولے سے پیش قدمی کرے۔"[1]

یہودیوں کی مذہبی تاریخ کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات بڑے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ یہودیوں نے اپنے مخصوص مذہبی نظریات کو کبھی فراموش نہیں کیا دنیا میں جہاں گئے اپنے مذہبی نظریات کو فروغ دیا اور دیگر مذاہب والوں کے لئے ان کی کوشش رہی کہ وہ اپنے مذہبی نظریات سے بے زار ہو جائیں یعنی پوری دنیا میں صرف یہودیت کی اشاعت ہو جیسا کہ محمد یحییٰ خان بیان کرتے ہیں کہ

"یہ تھے وہ لوگ جنہوں نے یورپ کو سیکولر ڈیموکریسی کے آگے جھکایا اور خود اپنے دین کے علمبردار بن کر یورپ کو ہر قدر، ہر عقیدے اور ہر مذہب سے بیگانہ کرکے اسے گمراہی اور جہالت کی پٹی پڑھائی اور ماڈرن ازم اور ترقی پسند کے خالی خولی نعروں پر رضا مند کرادیا۔ یہودی سرتا پا مذہبی ہوتا ہے لیکن دوسروں کا مذہبی ہونا اسے اس لیے گوارا نہیں ہے کہ اس سے اس کی کھال بچی رہتی ہے۔"[2]

اسی طرح اپنی اسی کتاب میں ایک اور جگہ رقمطراز ہیں کہ

"لوگوں کو مذہب سے بیگانہ اور بدظن کیا جائے، مقامی مذہب کا تنقیدی مطالعہ کرکے ان سے منفی نقات یوں ترتیب دیئے جائیں کہ انہیں پھیلا کر انتشار کی صورت پیدا کی جاسکے۔ عوام کے ذہنوں

---

[1] ۔ محمود الرشید حدوٹی، ادیان عالم کا تقابلی مطالعہ، (لاہور: پبلشرز ایمپوریم احاطہ شاہدریاں، 22اردو بازار)، ص:254،255
Mahmood Al-Rasheed Haddoti, Adyan Alam Ka Taqabuli Mutala, (Lahore: Publishers Emporium Shahdara, 22 Urdu Bazar), Page: 254, 255

[2] ۔ وکٹری مارسڈن، یہودی پروٹوکول، مترجم: محمد یحییٰ خان، ص:81
Victor Marsden, Yahudi Protocols, Translator: Mahdi Hyat Khan, Page: 81

پر مذہب کی ایسی بھیانک تصویر بٹھائی جائے کہ وہ اگر مذہب دشمن نہ بن سکیں تو کم از کم لبرل اور سیکولر ضرور بن جائیں۔"[1]

جس طرح سے اہل یہود نے یثرب میں قدم رکھتے ہی وہاں کی زرخیز زمینوں پر قبضہ جمالیا تھا اور جائز وناجائز کو پس پشت ڈال کر مال ودولت کے ڈھیر لگائے۔ سود کو خوب خوب فروغ دیا، یہ دنیا میں جہاں بھی ان کے شاطرانہ معاملات ایک جیسے ہی رہے۔ یہ برطانیہ، فرانس اور جرمنی میں ناکامیوں اور نامرادیوں کو اپنے دامن میں سمیٹے پولینڈ پہنچے تو ان کے فطری رویے وہی تھے جو قبل بعثت نبوی ﷺ یثرب میں تھے:

"یہاں آباد کاری کے لیے کافی گنجائش تھی۔ وسیع زمینوں کو کاشت کرنے اور نئے نئے کاروبار شروع کرنے کے وسیع امکانات تھے۔ یہودیت بہت سے نشیب وفراز اور ترش وتلخ تجربات کے علاوہ مختلف فنون میں مہارت لے کر بھی آئے تھے۔ تجارت اور سودی کاروبار کے فن میں مقامی آبادی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ حکمرانوں اور عدالتوں سے ساز باز کر کے مراعات حاصل کرنے کے لیے انہیں مالی اور جنسی رشوت دینے کے طور طریقے بھی خوب آتے تھے جن کے بل بوتے پر ڈھائی تین سو سال تک انہوں نے بے پناہ دولت اکٹھی کی یہ جتنی جمع ہوتی جائے اس کی آخری حد نہیں آتی۔ چنانچہ ان کی مہاجنی قرضوں کی شرح میں ناقابل برداشت حد تک اضافہ ہو گیا۔ سودی حساب کتاب بنانے کے لیے ان کا طریقہ کار بھی مقامی آبادی کی سمجھ سے بالاتر تھا۔ معمولی قرضہ لینے والا شخص بالآخر ان کے ہاتھو دیوالیہ ہو جاتا اور اس کا مکان تک قرق ہو جاتا۔ ہوتے ہوتے پولش امراء بھی ان کے قرضوں میں بری طرح پھنس گئے۔"[2]

سود خوری اہل یہود کی رگ رگ میں سمائی ہے یہ ان کی خاص پہچان ہے جس وقت میں جرمنی میں یہودیوں کو عیسائیوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کی اجازت نہیں تھی اور نہ ہی کھیتوں اور کارخانوں میں کام کرنے کی اجازت تھی۔ تو اس وقت میں یہ صرف سود پر قرض دیتے اور بھاری مقدار میں سود وصول کرتے جیسا کہ یحیٰ خان بیان

---

[1] ۔ ایضاً، ص: 98

Ibid, p.98

[2] ۔ ایضاً، ص: 71

Ibid, p.71

کرتے ہیں کہ

"وہ صرف سود پر قرضے دے سکتے تھے اس کے لیے بھی انہیں اپنے علاقے سے باہر جانے کی اجازت نہ تھی چونکہ ساہوکاری ان کا واحد ذریعہ آمدنی تھا اس لیے شرح سود زیادہ ہوتی تھی۔ اسی لیے انہیں ضرورت مندوں کا (خون چوسنے والے) قرار دیا جاتا۔ اس طرح ان کے خلاف نفرت میں مزید اضافہ ہوتا چلا جاتا۔ شہر کا تقریباً ہر طبقہ ان سے قرضے حاصل کرتا۔ کاروبار میں لگانے کے لیے بھی انہی سے رقوم لی جاتیں، کاروبار فیل ہو جاتا اور رقم کی واپسی مشکل ہو جاتی۔"[1]

ان کے اس سودی کردار کی وجہ سے انہیں دنیا بھر میں خون چوسنے والی قوم کہا گیا ہے جیسا کہ "اسرائیل کتاب وسنت کی روشنی میں" کے مصنف نازی حکومت کے وزیر نشریات ڈاکٹر گوبلس کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ

"لندن ٹائمز کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ نازی حکومت کے وزیر نشریات ڈاکٹر گوبلس نے کانگریس کے سالانہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے اس حقیقت کو بے نقاب کیا ہے کہ یہودی ایک خطرناک اور دوسروں کے خون سے پیٹ بھرنے والی قوم ہے۔"[2]

ان کی یہ فطرت دنیا سے ڈھکی چھپی نہیں، اسی لیے تو جرمن بھی ان کی جان کے دشمن بنے اور ان خوفناک جونکوں سے اپنے ملک کو نجات دلانے کی کوشش کی۔ بنیادی بات یہی ہے کہ یہ پیسے اور دولت کے خزانے سمیٹ کر اپنی اجارہ داری قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اسی بات کو واضح کرنے کے لیے "مقارنۃ الادیان" سے محمود الرشید حدوٹی نے اپنی کتاب ادیان عالم کا تقابلی مطالعہ میں ایک حوالہ پیش کیا ہے جو کہ درج ذیل ہے

"بہت جلد بڑی بڑی اجارہ داریاں قائم کریں گے جو دولت اور زر کے بڑے بڑے ذخیرے ہوں گے، یہ وہ مراکز ہوں گے جن پر غیر یہودی کی قسمتوں کا اس حد تک انحصار ہو گا کہ سیاسی تصادم مول لینے کی صورت میں وہ اگلے ہی روز تمام ملکی قرضوں سمیت غرق ہو جائیں گے۔ ہمیں اپنی

---

[1] ۔ ایضاً، ص: 66

Ibid, p.66

[2] ۔ محمد طیب، مولانا، اسرائیل کتاب وسنت کی روشنی میں، (لاہور: ادارہ اسلامیات 190 انار کلی، 1978ء)، ص: 48

Mohammad Tayyab, Maulana, Israel Kitab Aur Sunnat Ki Roshni Mein, (Lahore: Idara Islamiyat, Anarkali, 1978), Page: 48

حکومت کی اہمیت اس طرح اجاگر کرنا ہے کہ ہمارے دائرہ اطاعت میں آنے والے ہماری حکومت کو اپنا نگہبان اور پاسبان سمجھیں۔ غیر یہود شرفا کی اراضی پہ قبضہ کر کے انہیں بے دخل کیا جائے غیر یہود کی صنعت کو تباہ کر کے سٹہ بازی کے ذریعے تعیّشات کو فروغ دیا جائے۔ یہود کے علاوہ دوسرے طبقات سے تعلیم یافتہ طبقہ کی بیخ کنی کر دی جائے۔"[1]

خلاصہ کلام:

اہل یہود کا مدتوں پرانا خواب ہے کہ کسی طرح دنیا پر اپنی جابرانہ حکومت کو قائم کیا جائے اپنی ابتدا سے لیکر آج تک وہ بزور طاقت، غلبہ حاصل کرنے کو کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں ان کے ذہنوں میں یہ بات راسخ ہو چکی کہ یہ حکمرانی ظلم وجبر اور دہشت پھیلا کر ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ ان کی ذہنی اختراع کے مطابق اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دولت ووسائل پر قبضہ ضروری ہے اور دولت کو حاصل کرنے کے لئے کتنا ہی قبیح فعل سرانجام کیوں نہ دینا پڑے وہ نہیں چوکتے۔ تیسری بات یہ کہ وہ اپنے مخصوص مذہبی نظریات سے خود تو چمٹے رہنا چاہتے ہیں لیکن باقی تمام مذاہب والوں کو مذہب سے متنفّر کر کے سیکولر بنا دینا چاہتے ہیں۔ ظاہری بات ہے جب مقاصد راست نہ ہوں، حصول صرف اجارہ داری اور ہوس دولت ہو تو پھر کمینہ خصلتوں کا پیدا ہونا یقینی بات ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان میں کینہ وبغاوت، شر وشرارت جیسی قابل نفرت عادات رچ بس چکی ہیں اور یہی وہ قبیح صفات ہیں جو انہیں کبھی بھی اور کہیں بھی سکون وچین سے نہیں رہنے دیتیں۔ کوئی بھی زمانہ اور دنیا کا کوئی بھی خطہ ان کی عادات کو تبدیل نہ کرا سکا۔ جب یہ مصر وفلسطین میں تھے اور ان میں تسلسل سے انبیاء کا ظہور ہو رہا تھا یا پھر یثرب میں بعثت نبوی ﷺ یا اس سے قبل کا زمانہ ہو یا پھر عصر حاضر اور اس کے قریب کے زمانے ہوں، یہ پولینڈ، جرمنی، برطانیہ، امریکہ، روس، سمیت درجنوں ممالک میں رہے اور آج فلسطین میں دوبارہ آدھمکے لیکن ان کی فطرت میں رائی کے دانے کے برابر بھی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ اور آج فلسطین پر قبضہ جما کر گریٹر اسرائیل کے لئے جس طرح ننگی جارحیت پر اتر آئے ہیں اس ظلم وجبر نے ان کے چہروں پر پڑے تمام نقاب الٹ دیے ہیں، اب ان کو پہچاننا کوئی مشکل کام نہیں رہا۔

---

[1] ۔ محمود الرشید حدوٹی، ادیان عالم کا تقابلی مطالعہ، ص:302

Mahmood al-Rasheed Haddoti, Adyan Alam Ka Taqabuli Mutala, Page: 302